اقضیۃ الرسول از ابن الطلاع کا تحقیقی جائزہ

* ڈاکٹر محمد ادریس لودھی

سپین کو لاطینی میں Spaina یا Hispania کہا جاتا ہے۔عربوں نے اس خطہ کو اندلس کا نام دیا۔طارق بن زیاد نے 92ھ/712ء میں اس کی فتح کا آغاز کیا۔اسلام سے قبل اندلس علم و ہنر سے محروم تھا۔(1) لیکن اسلامی فتوحات کے بعد یہاں علم و فضل اور تعلیم و تحقیق کا دور شروع ہوا(2) اور تمام علمی موضوعات پر نہایت اہم کتب لکھی گئیں جن میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ابن الطلاع 404 تا 497ھ/ 1012 تا 1103ء کی تصنیف اقضیۃ الرسول ایک اہم کتاب ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر مبنی ہے۔اس مضمون میں کتاب اور صاحب کتاب کا تفصیلی اور تحقیقی تعارف پیش کیا جائے گا۔ جو 24 عربی 6 انگریزی اور 5 اردو کتب کے 63 حوالہ جات پر مشتمل ہے۔موضوع کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے عدل سے متعلق بعض بنیادی نکات کو واضح کرنا ضروری ہے۔

عدل کے متعلق مختلف تصورات

عدل ایک بنیادی فطری انسانی قدر ہے۔ بلکہ مجموعہ اقدار ہے دنیا کا کوئی مذہب اور تہذیب اس کے تصور سے خالی نہیں اس لیے اہل علم نے ہر دور میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔عدل کی اہمیت پر Lord Fung نے لکھا ہے:

انصاف موجود ہو تو برے اور ظالمانہ قوانین میں ریاست قائم رہ سکتی ہے۔لیکن انصاف نہ ہو تو ریاست زیادہ عرصہ نہیں رہ سکتی۔ (3) حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ کافر ریاست قائم رہ سکتی ہے ظالم ریاست قائم نہیں رہ سکتی۔(4) کیونکہ قیام عدل تمام بنی نوع انسان کا مشترکہ فرض ہے تمام مذاہب میں عدل کا تصور موجود ہے۔عہد نبوت سے پہلے عرب میں باقاعدہ حکومت نہ تھی اور نہ ہی نظام عدل رائج تھا۔عدلیہ اور قانون دونوں مفقود تھے۔ اس جاہلی معاشرت میں قانون محض خاندانی اور قبائلی روایات پر مبنی تھا۔افراد قبیلہ کے مابین پنچائتی فیصلوں کا رواج تھا اور مختلف قبائل کے درمیان فیصلے کے لیے ثالثی نظام تھا۔ پیچیدہ مقدموں میں کاہنوں کی طرف رجوع کیا جاتا

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

تھا۔ اور کاہن پانسے دار تیروں کے ذریعہ فال نکال کر بھی فیصلہ کرتے تھے۔ (5) یہودی تصور عدل افراط پر مشتمل تھا۔ جس میں معافی اور لچک کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس تصور میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کے لیے پیمانے مختلف تھے۔ چنانچہ استثنا میں لکھا ہے

سود لینا ممنوع ہے۔ باپ بھائی کو سود پر قرض نہ دینا مگر پردیسی کو سود پر قرض دے سکتا ہے۔ (6)

عیسائی تصور عدل تفریط کا شکار تھا۔ جس میں قصاص و انتقام کا تصور نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ کا فرمان ہے کسی بدی کا بدلہ بدی سے نہ دو۔ یہ کام تو حیوان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آگ سے آگ نہیں بجھائی جا سکتی یعنی انتقام سے اصلاح نہیں کی جا سکتی (7)۔ مزید فرماتے ہیں۔ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے کہتا ہوں شریر کا مقابلہ نہ کرنا جو تیرے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے (8)

جدید جمہوری دور میں عوام کو طاقت کا سرچشمہ کہا جاتا ہے عوام جس اسمبلی کو منتخب کرتے ہیں وہی اسمبلی ان کے لیے قانون بناتی ہے۔ لیکن عملاً ریاستی انتظامیہ عدالتی فیصلوں کی بجائے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے عوام کا استحصال کرتی ہے اور صدر اور گورنر عدالتی کاروائی سے مستثنیٰ ہیں۔ لہذا عدلیہ کی بالادستی ناممکن ہو چکی ہے۔ فرد کی حیثیت ریاست کے تنخواہ دار نوکر کے سوا اور کچھ نہیں۔

اسلامی تصور عدل

اسلامی تصور عدل اتنا ہمہ گیر واضح اور وسیع ہے جو فطرت اور تمدن کے تمام گوشوں پر محیط ہے۔ کائنات کی تخلیق، مقصد اور انجام سب عدل کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ما خلقنا السموات والارض وما بینهما الاّ بالحق واجل مسمّٰی﴾ (9)

ہم نے زمین اور آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے حق کے ساتھ مقررہ مدت کے لیے پیدا کیا ہے۔ تمام انبیاء کی بعثت کا حقیقی مقصد قیام عدل اور رفع ظلم تھا (10).

یہ ایک مستحکم فطری اور قابل عمل تصور ہے۔ عدل کی جامعیت اور عدلیہ کی مکمل بالادستی کو یقینی بناتا ہے۔ اور تمام لوگوں کے مابین قانونی مساوات قائم کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((انما هلک من کان قبلکم انهم کانوا یقیمون الحد علی الوضیع ویترکون الشریف والّذی نفسی بیدہٖ لوان فاطمة (بنت محمّد) فعلت ذالک لقطعت یدها))(11)

حضرت عمرؓ (م23ھ/643ء) بیان کرتے ہیں رایتُ رسول اللہ ﷺ یقید من نفسہ (12)
میں نے خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے بدلہ لیتے ہوئے دیکھا۔

یہی وجہ ہے کہ آئمہ اسلام نے ہر دور میں عدل کی فضیلت اور اہمیت پر تفصیلی بحث کی ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ م (728ھ/ 1327ء) کے مطابق سیاست شرعیہ کی عمارت کا پہلا ستون اہل افراد کو عہدے دینا اور دوسرا ستون عدل کرنا ہے (13)

علامہ کاسانی (م587ھ/ 1191ء) لکھتے ہیں۔

القضاء هوا لحكم بين الناس بالحق ، والحكم بما انزل الله عزو جلّ ......نصب القاضی فرض (14)

قضا کا معنی لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے یعنی اللہ تعالی کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کرے۔۔۔۔نصب قضا فرض عین ہے یعنی قاضی کا تقرر فرض ہے۔ ابن الہمام حنفی (م681ھ/ 1282ء) لکھتے ہیں۔ واما ونصب القضاء ففرض كفاية وعليه اجماع المسلمين (15) یعنی قاضی کا تقرر فرض کفایہ ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ ابن قدامہ حنبلی (م620ھ/ 1223) لکھتے ہیں: والقضا من فروض الكفاية (16) یعنی قاضی کا تقرر فرض کفایہ ہے۔ ائمہ کے یہ اقوال سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ماخوذ ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک ایسا مینارۂ نور ہے کہ جس کی روشنی میں آج بھی انسانیت اپنی ہیئتِ اجتماعیہ کو توازن اور اعتدال اور حسن و رعنائی سے سرگرم عمل رکھ سکتی ہے اور انسان اپنی اخلاقی اور مادی زندگی کی تمام اعلیٰ اقدار کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں تشکیل دے کر زندگی کو فطری ارتقاء کے مطابق رواں دواں رکھ سکتا ہے۔ عصر حاضر کے انسانی مسائل کا مداوا کلامی بحثوں اور فلسفیانہ دلائل کی بجائے سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔ آپ کی سیرت قرآن پاک کا عملی نمونہ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: كان خلقه القرآن (17) یعنی قرآن آپ کا اخلاق ہے۔

شرف و عزت اور مقاصد و نتائج کے اعتبار سے سیرت النبی سب سے افضل علم ہے۔ سیرت النبی ہی تمام علوم اسلامی کی اساس ہے۔ قرآن حکیم کو سیرت و حدیث سے الگ کرنے سے فہم دین نصیب نہیں ہوتا۔

اسلامی ادبیات میں تو سیرت الرسول ﷺ کی اہمیت مسلمہ حقیقت ہے تاہم غیر مسلم بھی اس مقدس موضوع کی افادیت کا اعتراف کرتے ہیں۔

Gibbon کے مطابق سیرت الرسولؐ نے اقوامِ عالم کے قلب پر ایک دائمی نقش ثبت کر دیا۔ (18)

Briffault کے مطابق آپ ؐ کی سیرت پاک وہ روشنی ہے جس سے تہذیب کی شمع دوبارہ جلائی گئی۔(19)

Carlyle کے مطابق سیرت النبی ہی کی بدولت انسانی زندگی میں محیر العقول رفعت پیدا ہوئی۔(20)

W.N.Weech نے سیرت الرسول کو عظیم الشان روحانی قوت قرار دیا۔(21)

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سیرت نگاری کا آغاز کتابت قرآن و حدیث کی صورت میں دور رسالت میں ہی ہو گیا تھا۔ کیونکہ جس طرح پوری اسلامی زندگی کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے اسی طرح سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی اور اساسی ماخذ اور منبع اور مرجع قرآن وحدیث ہیں۔

لیکن تہذیبی ارتقاء، تمدنی وسعت، علمی ترقی اور دنیا میں تغیر احوال کے فطری لوازم کی بنا پر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتوں اور گہرائیوں سے مستفید و مستفیض ہونے کے لئے اس موضوع کے ایک ایک جز پر الگ الگ کتابیں لکھنے کی ضرورت پیش آئی کیونکہ انسانیت کا روشن مستقبل سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ اس لئے سیرت النبی کے ایک ایک خط وخال کا مسلمانوں نے احاطہ کیا۔ کتب طب نبوی میں آپ کے عطا کردہ اصول صحت وصفائی کو محفوظ کیا گیا۔ کتب مغازی میں آپ کے جہادی اسوہ کو بیان کیا گیا۔ عروہ بن زبیر 22ھ تا 94ھ/ 642ء تا 712ء کی کتاب المغازی اس موضوع کی اولین کتاب ہے۔ کتب دلائل میں آپ کی نبوت کے دلائل کا احاطہ کیا گیا۔ ابونعیم اصفہانی م 430ھ/ 1038ء کی کتاب دلائل النبوۃ اس موضوع کی ایک اہم کتاب ہے۔ کتب شمائل میں آپ کی پاکیزہ عادات ومعمولات کو جمع کیا۔ امام ترمذی م 279ھ/ 892ء کی شمائل ترمذی اس موضوع کی اہم نمائندہ کتاب ہے۔ کتب آثار واخبار میں آپ کے عمومی احوال کا ذکر کیا گیا۔ کتب حقوق الرسول میں آپ کی شان مکرم اور قدر ومنزلت کو موضوع بنایا گیا۔ جن کی عمدہ مثال قاضی عیاض م 544ھ/ 1149ء کی کتاب "**الشفا بتعریف حقوق المصطفی**" ہے۔ اسی طرح سیرت النبی کے ایک اور روشن اور کامل پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے مورخین اور سیرت نگاروں نے آپ ؐ کے فیصلوں کو بنیاد بنا کر کتابیں لکھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات، اقضیہ فتاوی احکام وصایا تفسیر امثال بھی اپنی جگہ سیرت نگاری کے کامل عنوانات ہیں۔ ان موضوعات پر مشہور کتب کے متعلق بنیادی معلومات **معجم ما اُلف عن رسول اللہ** ﷺ از صلاح الدین المنجد میں دیکھی جا سکتی ہیں۔(22)

منصب نبوت کی طرح منصب قضا بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿**انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ**﴾ (23)

اے نبی ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو۔

﴿وامرتُ لاعدلُ بینکم﴾ (24)

''اور مجھے حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں''۔

﴿فاحکم بینهم بما انزل الله﴾ (25)

''جو حکم اللہ نے نازل کیا اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرو''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فیصلوں کی پیروی کو اتباع الٰہی قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا:

((من اطاعني فقد اطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله)) (26)

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔

((لا یؤمن احدکم حتی یکون هواة تبعاً لما جئت به)) (27)

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی تمام خواہشات اس تعلیم کے مطابق نہ ہوجائیں جو میں لایا ہوں''۔

انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر گوشہ میں نبی کریمؐ کے فیصلوں کے سامنے سر جھکانا ان آیات اور احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہوا ہے۔

اقضیۃ الرسول کا تاریخی پس منظر

یہی وجہ ہے کہ محدّثین اور سیرت نگار حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو یکجا کیا۔ حدیث و سیرت کی تمام بنیادی کتب مثلاً صحاح ستہ مؤطا امام مالک میں کتاب الاحکام کتاب الامارۃ کتاب الحدود اور کتاب الاقضیۃ کے عنوانات کے تحت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں اور احکامات کو مستند اور مربوط طریقہ سے بیان کیا لیکن موضوع کی اہمیت، ضرورت اور اس کی فنی نزاکتوں کے پیش نظر جلد ہی علماء اسلام نے اقضیۃ الرسول کے موضوع پر الگ کتب نویسی کا سلسلہ شروع کیا۔ چند کتب کے نام یہ ہیں:۔

1۔ اقضیۃ الرسول — ابوبکر بن ابی شیبہ (م235ھ/849ء) صاحب 'المصنف'

2۔ اقضیۃ الصحابہ والتابعین — امام بخاری (م256ھ/869ء) مراکش میں 1982ء میں شائع ہوئی

3۔ اقضیۃ الرسول — محمد بن فرج المالکی المعروف ابن الطلاع (م497ھ/1103ء)

4۔ اقضیۃ الرسول — ظہیر الدین علی بن عبدالرزاق المرغینانی (م506ھ/1112ء)

(مخطوط استنبول)

5۔ اقضیۃ الرسول	ابوعبداللہ محمد فرح القرطبی (م 632ھ/1234ء)	
6۔ بلوغ السول من اقضیۃ الرسول	ابن قیم الجوزیہ (م 751ھ/1350ء) طبع مصر 1386ھ	
7۔ بلوغ السول فی اقضیۃ الرسول	نواب صدیق حسن خان (م 1292ھ/1875ء)	

تحقیقی مقالات

بیسویں صدی میں عالم اسلام کی مختلف جامعات میں اقضیۃ الرسول کے موضوع پر بھی بعض تحقیقی مقالات لکھے گئے۔ چند ایک کا ذکر بے جانہ ہوگا۔

1. القضافی عهد عمر بن الخطابؓ — ناصر بن عقیل بن جاسم الطریفی، شاہ سعود یونیورسٹی ریاض
2. قضاء امیر المومنین علی ابن ابی طالب — عبداللہ بن عثمان، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے جامعہ مذکور
3. الاقضیۃ الجنایہ فی عهد النبیؐ و الخلفا راشدین — محمد عبداللطیف صدر الدین سلیمی، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

اب موضوع کی مناسبت سے اقضیۃ الرسول کے موضوع پر ابن الطلاع اور ان کی کتاب کا تحقیقی تعارف درج ذیل ہے۔

ابن الطلاع کے احوال و آثار

ابوعبداللہ محمد بن فرج المعروف ابن الطلاع 404ھ/1012ء قرطبہ میں پیدا ہوئے اور جمعرات 13 رجب 497ھ/1103ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ابن الطلاع کے والد فرج بن محمد دراصل یحییٰ ابن البکری (الطلاع) کے آزاد کردہ غلام تھے اس لئے ابن الطلاع کے نام سے شہرت رکھتے تھے۔ (28)

ابن الطلاع کا دور (404ھ تا 497ھ بمطابق 1012ء تا 1103ء) اور سیاسی احوال

عبدالرحمٰن الاول الداخل نے 138ھ/755ء میں اندلس پر بنوامیہ کی حکومت قائم کی جو 290 سال (428ھ/1036ء) تک قائم رہی۔ ہشام بن حکم 399ھ/1002ء اپنے باپ حکم ثانی کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا تو اس وقت اندلس میں بنوامیہ کی حکومت ایک چراغ سحری تھی۔ ملک خانہ جنگی کا شکار تھا۔ سیاسی زبوں حالی

عام تھی۔ قرطبہ پر اموی شہزادہ سلیمان بن حکم مستعین باللہ (م 407ھ) بمطابق 1016ء برائے نام حکمران تھا۔ (29) اسی دور میں ابوعبداللہ محمد بن فرج المعروف ابن الطلاع 404ھ بمطابق 1012ء میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔

ابن الطلاع کے قدیم ترین تذکرہ نگار ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال (494ھ تا 578ھ/ 1101ء تا 1183ء) نے اپنی کتاب الصلہ میں انہیں حافظ قرآن لکھا۔(30)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن الطلاع کی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن سے ہوا ہوگا۔ ابن خلدون کے مطابق بھی اس دور میں حفظ قرآن کا رواج عام تھا۔(31)

شیوخ واساتذہ

ابن الطلاع نے بچپن میں قرآن پاک حفظ کیا اور پھر فقہ مالکی میں مہارت حاصل کی۔ حسن بن ایوب انصاری (م 425ھ/ 1033ء) یونس بن عبداللہ (م 429ھ/ 1037ء) احمد بن ہشام بن جمہور (م 430ھ/ 1038ء) محمد بن عبداللہ بن سعید (م 430ھ/ 1038ء) جیسے جلیل القدر اور فاضل اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ مکی بن ابی طالب اصل نام حموش بن محمد (م 437ھ/ 1045ء) ماہر لغت، مفسر، مصنف کتب کثیرہ، احمد بن محمد بن عیسیٰ المعروف ابن القطان (م 460ھ/ 1067ء) اندلس کے منفرد حافظ و عالم، محمد بن جمہور حافظ وقاری، حاتم بن محمد المعروف ابن طرابلسی (م 469ھ/ 1076ء) سے فقہی اصول پڑھے۔ ابوعبدالرحمٰن معاویہ بن محمد العقیل (م 469ھ/ 1076ء) مشہور قاری وحافظ بھی آپ کے استاد تھے۔ (32)

ابن الطلاع کے تلامذہ

ابن الطلاع نے اپنے پیچھے اپنے عظیم تلامذہ کی بڑی جماعت چھوڑی جن میں ابوبکر محمد بن حیدر (م 505ھ/ 1111ء) ابوالولید ہشام بن احمد (م 509ھ/ 1115ء) ابوجعفر احمد بن ابراہیم (م 511ھ/ 1117ء) ابوعلی حسین بن محمد الصلانی (م 514ھ) عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد (یہ بقی بن مخلد کے خاندان میں سے تھے) (م 515ھ/ 1121ء) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ابن بشکوال کی کتاب الصلہ میں ان کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ ان میں ابن بشکوال کے والد خلف بن عبدالملک بن مسعود (م 554ھ/ 1159ء) بھی شامل ہیں۔(33)

عبدالعزیز بن عبداللہ (م 506ھ/ 1112ء) فقیہ اور مفتی قرطبہ (34) ابوطالب عبدالجبار بن عبداللہ (م 516ھ/ 1122ء) صاحب عیون الامامہ (35) ابوعبیدہ جراح بن موسیٰ الغافقی (م 517ھ/ 1123ء) ادیب

حافظ شاعر (36) ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الرعینی (م 518ھ/ 1124ء) ماہر اقتصاد و اموال (37) احمد بن محمد بن احمد بن مخلد (م 533ھ/ 1138ء) بہت بڑے مجتہد تھے۔ (38) یہ تمام ارباب علم و دانش آپ کے تلامذہ تھے۔

ابن الطلاع کے دور کا قرطبہ

اندلس کا قدیم شہر قرطبہ (Cordoba) ابن الطلاع کا وطن تھا۔ طارق بن زیاد نے 92ھ/ 712ء میں اسے فتح کیا۔ شروع میں اشبیلیہ اسپین کا دارالحکومت تھا لیکن اموی حکمران سلیمان بن عبدالملک (م 99ھ/ 715ء) کے دور میں حاکم اندلس سمح بن مالک خولانی نے سلیمان بن عبدالملک کی ہدایت پر دارالحکومت اشبلیہ سے قرطبہ منتقل کر دیا۔ مقری کے مطابق اس شہر پر مسلمانوں نے 534 سال حکومت کی۔ یہ اپنے دور میں دنیا کا متمدن ترین شہر تھا۔ اس میں 21 بڑے بڑے محل تین لاکھ مکانات ایک ہزار سے زیادہ مساجد تھیں۔ ایک لاکھ دکانات پر مشتمل یہ شہر ابن الطلاع کا مولد اور مدفن تھا۔ اس شہر کی علمی وتہذیبی ترقی پر مقری نے نفح الطیب کی پوری جلد وقف کی۔ خود ابن الطلاع کے دور میں بھی یہ شہر مرکز علم و دانش اور مرقع تہذیب تمدن تھا۔ مقری کے مطابق یہ بغداد شہر کے نصف حصے کے برابر تھا۔ اسے اُم البلاد اور عروس البلاد کہا جاتا تھا۔ (39)

معاصر علماء و اکابرین

ابن الطلاع کے دور میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م 424ھ/ 1032ء) جیسے ادیب، عبداللہ بن یحییٰ المعروف ابن دحون (م 431ھ/ 1039ء) جیسے محدث، محمد بن احمد اللخمی (م 433ھ/ 1041ء) جیسے فقیہہ، عبداللہ بن احمد مالکی (م 434ھ/ 1042ء) جیسے اکابر مالکی عالم، قاضی ابوالولید الباجی (م 434ھ/ 1042ء) جیسے نابغہ روزگار اور مفسر، عثمان بن سعید الدانی (م 444ھ/ 1052ء) جیسے یکتائے روزگار، عبداللہ بن یوسف المعروف ابن عبدالبر (م 463ھ/ 1070ء) جیسے عظیم حافظ و عالم، ابومحمد علی بن احمد بن سعید المعروف ابن حزم (م 456ھ/ 1064ء) جیسے محقق فقہی متکلم ادیب اور رئیس العلما سب آپ کے ہمعصر تھے۔ یہ علماء باہمی علمی اخذ و استفادہ کرتے تھے۔ (40)

عہد ابن الطلاع میں سیرت نگاری کے رجحانات

اس دور میں سیرت نگاری پر روایت در روایت کی خصوصیات کے ساتھ عقلی معیار اور تقابلی اسلوب کے رجحانات غالب تھے۔ مثلاً ابن الطلاع کے قریب تر زمانہ میں ابن حزم کی **جوامع السیرۃ** اور ابن عبدالبر کی **الدرر فی اختصار المغازی والسیر** میں عقل ونقل اور تقابل وموازنہ کی حامل شاندار کتب سیرت تھی۔ ابن

الطلاع نے تحقیقی انداز میں اسلوب سیرت نگاری کو ایک نئی جہت دی وہ یہ کہ مجموعی طور پر سیرت کا احاطہ کرنے کے بجائے سیرت طیبہ کے ایک خاص پہلو پر جامع مواد مرتب کیا۔ سیرت الرسول کے کسی خاص موضوع پر جامع کتب کی تصنیف کا رواج اندلس میں عام تھا۔ مثلاً ابن بشکوال (م 578ھ/ 1182ء) نے سیرت کے موضوع پر فضائل درود کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "**القربة الی ربّ العالمین فی فضل الصلوٰة علی سید المرسلین**" ہے۔ قاضی عیاض نے شمائل اور حقوق النبوی کے موضوع پر کتاب الشفاء لکھی۔ ابوالخطاب عمر بن الحسن (م 633ھ/ 1235ء) نے ولادت رسول کے موضوع کو چنا اور "**التنویر فی مولود السراج المنیر**" کے نام سے کتاب لکھی۔

اس لحاظ سے ابن الطلاع کے زمانہ کو بجا طور پر سیرت نگای کا دور تخصص کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ سیرت نگاری کے اس ماحول میں اپنے عصری تقاضوں کے مطابق ابن الطلاع نے بھی سیرت کے ایک خاص موضوع اقضیة الرسول پر قلم اٹھایا اور رسول اللہؐ کے فیصلوں کو یکجا کیا۔

سیاسی احوال کی جھلک اور وفات

اندلس میں بنوامیہ کی حکومت علی بن حمود ادریسی (سلسلہ نسب حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے) کے ہاتھوں ختم ہوئی 407ھ/ 1016ء علی بن حمود کا بھائی قاسم بن حمود سپین کا حاکم بنا۔ یہ خاندان 464ھ بمطابق 1072ء تک برسر اقتدار رہا۔ یہ دور اسپین میں انتہائی انتشار اور ابتری کا دور تھا۔ 1401ھ/ 1010ء تا 423ھ/ 1031ء چھ اموی اور تین حمودی خلفاء تخت نشین ہوئے۔ سپین چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستوں میں تقسیم ہوگیا۔ ان ریاستوں کے حکمرانوں کو ملوک الطّوالف کہا جاتا ہے۔ بنوحمود اور بنوامیہ کے مابین شدید کشمکش تھی۔ 480ھ/ 1086ء میں یوسف بن تاشفین (بربری خاندان کا تیسرا حاکم) سپین پر قابض ہوگیا اور اندلس میں دوبارہ سے امن وامان قائم ہوا (41) ابن الطلاع نے سیاسی ابتری اور خانہ جنگی کے عالم میں آنکھ کھولی اخری اموی حاکم ہشام ثانی (366 تا 399ھ) 976 تا 1002ء) 11 سال کی عمر میں برائے نام خلیفہ بنا اس کا حاجب محمد بن ابی عامر اصل اختیارات کا مالک تھا (42) یہ ابن الطلاع کی زندگی کا آخری دور تھا۔ یوسف بن تاشفین کے عہد حکومت میں 497ھ/ 1103ء ابن الطلاع کا انتقال ہوا۔

علماء کا خراج عقیدت

ابن الطلاع اپنے زمانے کے عظیم الشان عالم تھے۔ ابن بشکوال (م 578ھ/ 1182ء) نے انہیں فقھیہ عالم فقہ مالکی کا حافظ اور ماہر مفتی قرار دیا۔ (43) احمد بن عمیرہ الضبی (م 599ھ/ 1202ء) نے انہیں جلیل القدر محدث

قرار دیا (44) امام ذہبی (م 748ھ/ 1347ء) نے انہیں مفتی اندلس اور اہل علم کا مرجع لکھا (45) ابن فرحون (م 799ھ/ 1394ء) نے لکھا "شیخ الفقهاء فی عصرہ .... کان شیخاً فاضلاً فصیحاً و کان قوالاً بالحق شدید علی اهل البدع الف کتاب احکام النبی ﷺ" (46) آپ اپنے زمانے کے شیخ الفقہا، فاضل اور فصیح اللسان تھے۔ ہمیشہ حق بات کہتے اہل بدعت کے مقابلہ میں سخت تھے۔ احکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے کتاب لکھی۔

مخطوطہ کا تعارف اور تدوین

ابن الطلاع فقہ مالکی پر گہری بصیرت رکھتے تھے ابن خیر الاشبیلی (502 تا 575ھ/ 1108 تا 1178ء) نے اپنی شہرہ آفاق " الفهرست " میں لکھا ہے کہ المدوّنة الکبریٰ امام سحنون سے 5 واسطوں کے ذریعہ ابن الطلاع تک پہنچی تھی۔ مزید لکھا ہے کتاب احکام الرّسول ﷺ تالیف الفقهیه ابی عبداللّٰه محمد ابن فرج رحمه' اللّٰه و کتاب الوثائق المختصره من تالیفه ایضاً۔ یعنی فقیہ ابوعبداللہ ابن فرج کی کتاب کا نام احکام رسول ہے۔ اور الوثائق المختصرہ بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (47) لیکن کتاب کا مشہور نام اقضیۃ الرسول ہے۔

کتاب اقضیۃ الرسول کا ایک مخطوطہ کاتب احمد بن علی بن محمد الصفی نے 25 جمادی الاولی 720ھ میں مکمل کیا۔ (12x17) سم سائز کا یہ نسخہ 232 صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر 15 سطور ہیں۔ حرم مکی لائبریری میں 31 نمبر کے تحت موجود ہے۔ یہ سب سے قدیم قلمی نسخہ ہے۔ اس نسخہ کا نام احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دوسرا نسخہ عرب لیگ لائبریری شعبہ حدیث کارڈ نمبر 75 (17.8x27.2) سم سائز کا ہے۔ ربیع الاول 735ھ کا تحریر کردہ ہے۔ اس لائبریری میں 74 نمبر کے تحت ایک اور نسخہ بھی موجود ہے جس میں کتاب کا نام اقضیة رسول اللّٰه ﷺ مما قضیٰ فیه او امر بالقضا ہے۔ یہ نسخہ جمادی الاول 815ھ کا ہے۔ تیسرا نسخہ دار الوعی حلب اور چوتھا نسخہ قطر میں طبع ہوا۔

اقضیۃ الرسول پہلی مرتبہ محرم 1346ھ/ 1926ء دار احیاء الکتب العربیہ مصر سے شائع ہوئی۔ تحقیق متن احادیث و آثار کی تشریح اور اختلاف فقہاء کے دلائل کتاب میں مذکور نہ تھے۔ اس بنیادی علمی ضرورت کو ایک فاضل نومسلم ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے پورا کیا 1973ء میں جامع الازہر مصر سے اس مخطوطہ کی تدوین کی اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ کتاب کے آخر میں فاضل محقق نے مستدرکات کا عنوان قائم کیا جس میں کتاب الحدود وَ الدیات کے تحت 18 کتاب الجہاد میں 4 نکاح و طلاق کے 10 بیوع پر 76 حسبہ پر 1 قضا کے 16 اور فرائض و عتق

پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے 17 فیصلوں کی مزید تفصیل دی گئی ہے۔ پوری کتاب نہایت علمی حواشی اور تعلیقات سے آراستہ ہے اور مصادر اور مراجع کی فہرست بھی مرتب کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اعظم گڑھ انڈیا میں 1943 کو ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مولانا مودودی کی کتاب دین حق کا مطالعہ کیا تو اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ 1959 میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1960ء میں اسلام قبول کیا۔ قبولِ اسلام کی وجہ سے خاندان اور اہلِ مذہب کی طرف سے سخت آلام و مصائب کا شکار رہے 1966 میں مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ 1970 میں جامعہ ام القریٰ مکہ میں داخل ہوئے اور 1977ء جامعہ از ہر سے اقضیۃ الرسول پر تحقیقی کام کیا اور Ph.D کی ڈگری حاصل کی اقضیۃ الرسول کی تدوین نو سمیت اعلیٰ پایے کی کتب کے مصنف ہیں۔(48)

ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے قدیم نسخوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر چھوٹے بڑے فرق کی نشاندہی کی مصنف کے ہر اقتباس کا مآخذ درج کیا اور ان مآخذ کا حدیث، فقہ، تاریخ اور کتب سیرت سے موازنہ کیا کتاب میں مذکور جلیل القدر محدثین، مورخین اور فقہاء کا مختصر تعارف لکھا۔ کتاب میں مذکور احادیث کی تخریج اور تنقید کی۔ فقہی مسائل کی وضاحت کے لیے حواشی میں فقہاء کی آرا مع ادلہ درج کیا مشکل فقہی اصطلاحات کا معنی ومفہوم کو درج کیا قرآنی آیات کے حوالے بھی مکمل درج کیے۔ کتاب میں درج مختصر احادیث کا مکمل متن لکھا اور رموز واوقاف لکھے۔ مصنف نے جن نایاب کتب کا ذکر کیا تھا ڈاکٹر اعظمی نے ان کا مختصر تعارف درج کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جن فیصلوں کا ذکر مصنف نے نہیں کیا تھا ڈاکٹر صاحب نے استدراک کے عنوان کے تحت کتاب میں ان کو بھی درج کر دیا۔ کتاب کے مطالعہ کو آسان بنانے کے لیے فہرست ماخذ ومراجع اور مشمولات کتاب کی فہرست مرتب کی

موضوع کی اہمیت اور ندرت کے متعلق ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی تمہیدی اور تعارفی مباحث میں لکھتے ہیں۔

((انهم رحمهم الله تعالیٰ لم يعتنو بجمع اقضية الرسول فی اسفار مستقلة لإ ظهار محاسن الحكم فی الاسلام ولمعرفة كيفية القضا فی عهد الرسالة علی صاحبها افضل الصلاة والسلام اللهم الا عالمان جليلان ذكر هما حاجی خليفه))

1. **شيخ ظهير الدين المرغينانح الحنفی م501ه**
2. **الشيخ امام ابو عبد الله ابن الطلاع القرطبی** (49)

محدثین ومورخین اور سیرت نگاروں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ انہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو

یکجا کرنے کے لیے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی جس سے اسلام میں فیصلوں کے محاسن کا اظہار ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کی نوعیت اور کیفیت سے متعلق معلوم ہوتا ہو حاجی خلیفہ نے اس ضمن میں صرف دو جلیل القدر علماء کا ذکر کیا۔ ایک حنفی امام ظہیر الدین المرغینانی اور دوسرے ابن الطلاع القرطبی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے اقضیۃ الرسول کا موضوع کس قدر نادر اور اچھوتا ہے پھر مرغینانی کی کتاب دنیا سے ناپید ہو چکی اور ابن الطلاع کی کتاب اقضیۃ الرسول دنیا میں پہلی مرتبہ قاہرہ کے شیخ عیسیٰ البابی الحلبی مالک دار احیاء الکتب العربیہ نے 1346ھ میں اس حال میں شائع کی کہ نہ تو کتاب کا مقدمہ تھا اور نہ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کس نسخہ پر اعتبار کرتے ہوئے کتاب شائع کی گئی۔

متن کی تصحیح اور احادیث و آثار کی تخریج کا عمل بھی اس کتاب میں مفقود تھا اہم اور مشکل مقامات کی تشریح اور کتاب میں مذکورہ شخصیات کا تعارف بھی ناپید تھا طلبہ اور علماء میں سے کوئی بھی اس کتاب سے کما حقہ مستفید نہیں ہو سکتا تھا پھر یہ ناقص نسخہ بھی نایاب ہو گیا اور تقریباً نصف صدی بعد شیخ قضاعی صاحب التراتیب الاداریہ فی نظام الحکومہ کی تعلیقات لکھنے والے نامور عرب عالم شیخ عبدالحی الکتانی نے اس کتاب کو از سر نو شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن قضا نے ان کو یہ مہلت نہ دی اور ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے اہم موضوع پر مبنی اس کتاب نایاب کے مخطوطہ کی تدوین کو اپنے Ph.D کے مقالہ کا موضوع بنایا اور اس طرح یہ کتاب اپنی تمام تر تصنیفی علمی فنی تحقیقی اور ادبی خوبیوں سے آراستہ ہو کر سامنے آئی۔

کتاب کے شروع میں اسلام کا نظام عدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض فیصلوں کے نمونے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف قضاۃ کا تعارف درج کیا۔ شرائط قضا منصب قضا کی نزاکت اہمیت اور اس کے قبول سے علماء کے اجتناب کی حکمت کو بھی مناسب خوبی سے اجاگر کیا۔ اندلس کے سیاسی تہذیبی علمی ادبی ماحول کا پر شکوہ بیان اور ابن الطلاع کے تفصیلی احوال و آثار کا مرقعہ عالی شان بھی کتاب کی زینت ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی صاحب کے نگران تحقیق ڈاکٹر محمد بن ابو شہبہ تھے۔ کتاب اقضیۃ الرسول تدوین کے بعد پہلی مرتبہ دار الکتب مصر سے شائع ہوئی اور از اں بعد دنیا کے مختلف حصوں سے اس کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ راقم کے پیش نظر دو جلدوں پر مشتمل خوبصورت نسخہ ہے جو دار الاسلام ریاض (سعودی عرب) 2003ء/ 1424ھ میں شائع ہوا۔

مقدمات کے پس منظر کا بیان

ابن الطلاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کا پس منظر بھی بیان کیا ہے۔ کتاب النکاح میں خنسا بنت خذام انصاریہ سے متعلق لکھتے ہیں:

((ان اباها زوجها وهی ثيبة فكرهت ذلک فاتت رسول اللهﷺ فردنكاحها و وقع فی مصنف عبد الرزاق انها تزوجت بعده ابالبابة الانصاری و كنيته خذام ابو وديعة))(50)

''خنسا بنت خذام کے والد نے ان کا نکاح ان کی مرضی کے بغیر کر دیا کیونکہ آپ بیوہ تھیں ان کو یہ نکاح ناگوار گزرا وہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ نے ان کا نکاح کالعدم قرار دیا''۔

متصل سند کا اہتمام

ابن الطلاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو مستند احادیث کی روشنی میں بیان کیا وہ حدیث لکھتے وقت اس کی پوری سند نقل کرنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں مثلاً ج اول ص 448 پر درج ہے

((حكم رسول اللهﷺ فی المراة تقيم شاهداً واحداً على طلاق زوجها والزوج المنكر))(51)

''اس عورت کے بارے میں رسول اللہﷺ کا فیصلہ جو طلاق پر ایک گواہ پیش کرے لیکن اس کا خاوند اس کو جھٹلاتا ہو''۔

اس فیصلے کے ضمن میں نقل شدہ حدیث کی پوری سند اس طرح لکھتے ہیں۔

((روی احمد بن خالد عن ابن وضاح عن ابن مريم عن عمرو بن ابی سلمه عن زهير بن محمد عن ابن جريج عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن النبیﷺ قال)) (52)

گویا اس طرح سند کا اہتمام کیا جیسے حدیث کی امہات الکتب میں کیا جاتا ہے اس قسم کی متعدد مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔ مثلاً جلد اول ص 325 پر امام زہری (م 124ھ) کے حوالے سے حضرت انس کی روایت بیان کی ہے ج دوم ص 590 مساقاۃ سے متعلق رسول اللہﷺ کے ایک فیصلے کا مربوط بیان متصل سند سے لیکن امام مالک سے سعید بن المسیب تک ایک مرسل حدیث بیان کی۔ ضعیف اسناد کی نشاندہی بھی کرتے ہیں ج اول ص 208 پر جادوگر کے قتل سے متعلق فیصلہ نبوت نقل کیا یہ حدیث ضعیف اور قوی مختلف طرق سے وارد ہوئی ہے اس حدیث کے ضعیف طرق کے متعلق لکھا۔

((قال فی اسناده مقال لان من رواته اسمعيل بن مسلم وهو ضعيف)) (53)

''یعنی اس حدیث کی سند پر بحث کی گئی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی اسمعیل بن مسلم ہے جو کہ ضعیف ہے''

بنیادی اور مفید معلومات کا احصاء

منکوحہ لونڈی بریرہ کی آزادی کے فیصلے کے بیان میں لکھا کہ یقال له مغیث یعنی اس کا نام مغیث تھا۔ 1/446

جنگی قیدیوں کے متعلق فیصلے کے ضمن میں نضر بن حارث کے قتل کا واقعہ لکھا اور اس کی مذمت میں نازل ہونے والی سورۃ لقمان کی آیت نمبر 6 اور 7 کا حوالہ دیا۔ اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے جنگی فیصلوں کے بعض واقعات کے بارے میں مفید معلومات درج ہیں مثلاً مالِ غنیمت کے فیصلوں میں اصحاب بدر میں لکھا مہاجرین کی تعداد 83 قبیلہ اوس کے 61 اور قبیلہ خزرج کے 170 افراد یعنی کل 314 اصحاب رسول شامل تھے۔

ابن الطلاع کا منہج

اقضیۃ الرسول منصب رسالت کے ایک موضوع سے متعلق ایک ایسی اہم اور منفرد کتاب ہے جو بیک وقت سیرت اور حدیث دونوں علمی موضوعات کی شان رکھتی ہے اس اعتبار سے اس کا منہج مختصر اور جامع ہے مصنف اسرار شریعت کا دانائے راز تھا۔ احکام کی شروط وعلل پر گہری بصیرت رکھتا تھا اپنے زمانے تک کے پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل پیش کرنے میں یکتائے روزگار تھا مصنف کے یہ خصائص اس کی کتاب کے اسلوب سے عیاں ہیں کتاب کے بالکل آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد لکھتے ہیں:

> **(هذا كتاب اذكر فيه ان شاء الله تعالىٰ ما انتهى من اقضية رسول الله ﷺ التي قضا بها اور امر بالقضاء بها اذا لا يحل لمن تلَقّى الحكم من الناس ان يحكم الا بما امر الله هے عزوجل في كتابه او بما ثبت عن رسول الله ﷺ انه حكم به او بما اجمع العلماء عليه اور بدليل من احد))** (54)

میں اپنی اس کتاب میں ان شاء اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فیصلوں کا ذکر کروں گا جو آپ نے صادر فرمائے یا جو آپ کے حکم سے صادر کیے گئے کیونکہ جس شخص کو فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ فیصلہ اللہ کی کتاب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ سنت یا علماء کے اجماع کے مطابق کرے یا ان تینوں میں سے کسی دلیل کی بنا پر استنباط کرتے ہوئے فیصلہ کرے۔

موضوعات کی ہمہ گیری

ابن الطلاع کے اسلوب کی ایک خوبی اور وصف یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو پوری تحقیق اور جستجو کے بعد جمع کیا۔ یہ فیصلے فرد کی نجی زندگی سے لے کر سوسائٹی اور ریاست کے اجتماعی معاملات میں ہماری مکمل راہنمائی کرتے ہیں اور بین الاقوامی تنازعات اور مسائل کے حل کے متعلق اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت ہوتی ہے۔

اس طرح یہ کتاب کم وبیش رسول اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے 85 فیصلوں پر مشتمل ایک ایسی مستند دستاویز ہے جس کی علمی اور تحقیقی نوعیت کی مثال نہ صرف یہ کہ مذاہب عالم میں ناپید ہے بلکہ خود اسلامی ادبیات میں بھی بہت کم نظر آتی ہے استدرکات کے نام سے آنحضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ 53 فیصلے جو مصنف ابن الطلاع نے ذکر نہیں کیے ان کا مکمل متن اور حوالہ محقق و مدوّن کتاب جناب ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے جمع کر دیے جن کے موضوعات درج ذیل ہیں۔

- کتاب الحدود والدیات — 17 فیصلے
- کتاب الجہاد — 5 فیصلے
- کتاب النکاح والطلاق — 10 فیصلے
- کتاب البیوع — 6 فیصلے
- کتاب الھبہ — 1 فیصلہ
- کتاب القضاء — 6 فیصلے
- کتاب الفرائض والعتق — 8 فیصلے

اس طرح یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 168=85+53 فیصلوں پر مشتمل ہے۔

اسلوب کی جامعیت کا ایک اور پہلو

کتاب کے اسلوب کی جامعیت کا ایک اور اہم اور منفرد پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی فیصلہ لکھنے سے قبل اس مسئلہ سے متعلق علماء وفقہاء اسلام کی مختصر تعارفی آراء اور فیصلے کا پس نظر بیان کیا گیا ہے فیصلہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرنے کے بعد علماء وفقہاء کے اس فیصلہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استنباطی اقوال بھی درج کرتے ہیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ ''**الولد للفراش وللعاهر الحجر** کہ بچہ اس کا

ہے کہ جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہیں'' سے قبل لکھتے ہیں:

((من كتاب محمد بن نصر المروزی اتفق اهل الحجاز والعراق والشام و مصر على ان الزانی لا يلحق به نسب و كان اسحاق بن راهويه يذهب ان المولود من الزنا ان لم يكن مولود على فراش يدعيه صاحبه فلا يرثه))(55)

''محمد بن نصر المروزی کی کتاب کے مطابق حجاز عراق شام اور مصر کے علما کا اس اثر پر اتفاق ہے کہ زنا سے نسب قائم نہیں ہوتا لیکن اسحاق بن راھویہ کے مطابق زنا کے ذریعہ پیدا ہونے والے بچے کو اگر زانی اپنی طرف منسوب کرنے تو بچے کو اس کی طرف منسوب کر دیا جائے گا لیکن وہ اس کی وراثت نہیں پائے گا''۔

خفیف پہلو

کتاب اقضیۃ الرسول میں بعض شاذ اقوال بھی درج ہیں ابن قتیبہ کے حوالہ سے ابن الطلاع نے لکھا ہے:

((ان رسول اللهﷺ زوج عثمان بن عفانؓ ابنته الثيب بغير رضاها.... قال الحسن البصری له ان يتزوج ابنته الثيب بغير رضاها)) (56)

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے مشورہ کیے بغیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوہ یا مطلقہ بیٹی کا نکاح اس کی رائے لیے بغیر کر سکتا ہے''۔

ظاہر ہے کہ حضرت حسن بصری کا یہ قول شاذ ہے کیونکہ اس سے بہتر سند کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لا تنكح الثيب حتى تستأمر (57) یعنی بیوہ مطلقہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ المغنی میں بھی اس قول کو جمہور اہل سنت کی رائے کے خلاف قرار دیا گیا ہے(58) ابن الطلاع نے حسن بصری کے اس قول کے شاذ ہونے پر کوئی رائے نہیں دی۔

اسی طرح ص383 پر ابن قتیبہ کا قول نقل کرنے میں بھی مصنف ابن الطلاع سے تساہل ہوا ہے۔ انہوں نے عبارت اس طرح نقل کی:

((و ذكر ابن قتيبة فی المعارف ان عثمان تزوج رقية بالمدينه ثم تزوج

بعد ها ام کلثوم بالمدینة ایضاً و ان عتبة زوج رقیة و عتیبة زوج ام کلثوم طلقا هما قبل ان یدخلا بهما))

''یعنی ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہ سے مدینہ میں اور ان کے بعد حضرت ام کلثوم سے بھی مدینہ میں نکاح کیا جبکہ پہلے عتبہ کا نکاح رقیہ سے اور عتیبہ کا نکاح ام کلثوم سے ہوا تھا (یہ ابولہب کے بیٹے تھے) انہوں نے رخصتی سے قبل ہی ان کو طلاق دے دی تھی''۔

یہ عبارت نقل کرنے سے بھی ابن الطلاع سے تسامح ہوا ابن قتیبہ کے الفاظ اس طرح ہیں۔

((امارقیه فتنزوجها عتبه بن ابی الهب فامره ابوه ان یطلقها فطلقها قبل ان یدخل بها وتزوجها عثمان بن عفان بمکة و ماتت بها بعد مقدمه المدینه بسنة و عشرة اشهر وعشرین یوماً))(59)

''تو ابولہب نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ رقیہ کو طلاق دے پس اس نے رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی تو حضرت عثمان نے ان سے مکہ میں نکاح کیا اور رقیہ کا انتقال ہجرت مدینہ کے ایک سال دس ماہ اور بیس دن بعد ہوا''۔

ان چند خفیف نکات کے باوجود کتاب کا مجموعی پایۂ استناد محکم و معتبر ہے۔

مضامین کتاب کا تعارف

اس کتاب کی شہرت کئی ناموں سے ہے۔ کشف الظنون نے اس کا نام اقضیۃ الرسول لکھا۔(60) یہی اس کا مشہور نام ہے۔ ابن بشکوال (م 578ھ/1182ء) نے اس کتاب کا یہی نام لکھا ہے۔(61) اسمٰعیل البغدادی م 1339ھ/1920ء نے ان دونوں کو اکٹھا کر کے اس کتاب کا نام احکام النبی کتاب الاقضیۃ لکھا۔(62) کتاب کے ان ناموں کے اختلاف کے باوجود کتاب کے موضوع سے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں اور احکامات امر و نواہی پر مشتمل ہے۔

ابن الطلاع کی جملہ تصانیف میں سے اقضیۃ الرسول کو بلند مقام حاصل ہے جس میں انہوں نے نبی کریمؐ کے فیصلوں کو مستند طریقہ سے یکجا کیا۔ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی جانے والی یہ کتاب اپنے موضوع کی جدت اور عصری ضرورت کے اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو ابن الطلاع نے اپنے تبحر علمی اور فنی مہارت کے ساتھ اس انداز سے ترتیب دیا کہ کتاب کا پایہ مستند، اسلوب مدلل رہا۔ کتب

حدیث اور سیرت کے بحر ذخار سے تابدار نکات حاصل کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے تابندہ ستاروں پر قاری کی رسائی کو ممکن بنایا۔ الفاظ کے مطالب و مفاہیم کو محفوظ کیا۔ سماعت دعویٰ، تحقیق شہادت جائزہ قرائن واقعات کی تفتیش جیسے امور سے متعلق اسوۂ رسول کو واضح کیا۔ رسول اللہؐ کے فیصلوں کے طریقوں اور ان کی اصل روح کو ظاہر کیا۔ کتاب کو علمی فوائد تحقیقی نکات اور فنی خصائص اور حسن تصنیف کے زیور سے آراستہ کیا۔ ابن الطلاع کی یہ تمام علمی اور تحقیقی کاوش اس کے عصری تقاضوں کی تکمیل سمیت آئندہ صدیوں کے لئے بھی نبوی خزینۃ الحکمۃ ثابت ہوئی۔

کتاب کے فنی محاسن

1۔ تمام اقتباسات کا ماخذ نقل کیا گیا ہے۔

2۔ کتاب میں مذکور فقہا و محدثین کا مختصر تعارف حواشی میں دیا گیا ہے۔

3۔ کتاب میں مذکور احادیث کی تخریج وتنقید کی گئی ہے۔

4۔ فقہی مسائل کی وضاحت اور اقوال فقہاء کا حوالہ حواشی میں دیا گیا ہے۔ راجح موقف کو ترجیح دی گئی ہے۔

5۔ آیات قرآنی کا مکمل حوالہ دیا گیا ہے۔

6۔ متن میں مذکور نایاب کتب کا تعارف لکھا گیا ہے۔

7۔ مضامین مراجع کی فہرست اور شخصیات کا اشاریہ موجود ہے۔

8۔ مسنون کلمات سے آغاز کیا گیا ہے۔

موضوع کی جامعیت

کتاب نہایت اہم اور بنیادی موضوعات پر مشتمل ہے جس کا ذکر درج ذیل ہے۔

کتاب الحدود: (یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے 21 فیصلوں پر مشتمل ہے)

اس عنوان کے تحت قصاص اور دیت کے عمومی احکام، قاتل کی گرفتاری، حربی کافر سے متعلق فیصلہ قاتل سے اقبال جرم کرانا، پتھر سے ہلاک کرنے والے کا حکم، ضرب سے حمل گرانے والے کا حکم، فیصلہ قتل، دو بستیوں کے درمیان پائی گئی لاش کا حکم، دانتوں اور زخموں کا قصاص، حد زناء، قذف، رجم، حد خمر و میسر، شاتم رسول، جادوگر، عادی چور اور ہم جنس پرستی جیسے جرائم کے نبوی فیصلوں کو بیان کیا گیا ہے۔

کتاب الجہاد: (اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 14 فیصلے درج ہیں)

مشرک مقتول، جاسوس اور جنگی قیدیوں کے احکام، امان کے احکام، مسلمان ہونے والے مشرکوں کے قبضہ میں مسلمانوں کے مال کا حکم، اموال فئے وغنائم، احکام جزیہ، قاصد سے عدم تعرض جیسے بنیادی موضوعات سے متعلق قیمتی مواد موجود ہے۔

کتاب النکاح: (اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 9 فیصلے درج ہیں)

نکاح، بیوہ کے مختلف احکام، نکاح حاملہ کا فیصلہ، نفقہ مہر کے احکام، حرمت رضاعت، انصاف بین الازواج جیسے مسائل واحکام اور فیصلے اس عنوان کے تحت بیان ہوئے ہیں۔

کتاب الطلاق: (اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 10 فیصلے درج ہیں)

اس عنوان کے تحت حائضہ کی طلاق، احکام خلع، شہادت طلاق، منکوحہ لونڈی کی آزادی اور اس کی حیثیت معہ تخیر ظہار، لعان، پرورش اولاد اور الطلاق مرتان سے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے محفوظ کیے گئے ہیں

کتاب البیوع: (اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 8 فیصلے درج ہیں)

خرید وفروخت کے مسائل کے ضمن میں بیع کی جائز وناجائز صورتیں لاعلمی میں مسروقہ مال کی خریداری، لونڈیوں کی خرید وفروخت، غیر مسلم کو راہنمائے سفر بنانے کے احکام، دیوالیہ قبل از ادائیگی جیسے مالی امور کے متعلق آنحضورؐ کے فیصلے جمع کیے ہیں۔

کتاب الاقضیۃ: (اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 4 فیصلے درج ہیں)

اس موضوع کے تحت ادب القاضی کیفیت حلف شفعہ احکام بنجر اراضی تقسیم پانی، مساقاۃ مزارعت کے احکام اور مشترکہ ملکیت کی تقسیم جیسے فیصلوں کو یکجا کیا گیا ہے۔

کتاب الوصایا: (اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 19 فیصلے درج ہیں)

یہ کتاب قدرے زیادہ مفصل ہے۔ مال میں وصیت کا تناسب اوقاف صدقہ، ھبہ مشتبہ اشیاء کے احکام لقطہ امانت مستعار مال کے احکام، وراثت لعان شکار، خرید وفروخت میں وکالت کے احکام، غلام کو مارنے سے متعلق فیصلے احکام نبوی سے متعلق علماء کے اختلافات حضورؐ کے شجرہ نسب اور آپؐ کے وصال مبارک کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کی جامعیت اور افادیت

اپنے موضوع کی وسعت اسلوب کی خوبی اسناد کی صحت کے اعتبار سے مزین و آراستہ اس کتاب پر تحقیقی کام کرنے والے ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی کے علمی استدراکات سے کتاب مزید وقیع و وسیع ہوگئی ہے۔

محقق نے مختلف مخطوطات میں پائے جانے والے اختلافات کو حل کیا۔ کتاب سے ماخذ و مصادر تلاش کیے۔ کتاب میں مذکور جلیل القدر فقہا و محدثین کا تعارف اور فقہی مسائل کو حواشی میں لکھا۔

کتاب میں موجود قرآنی آیات کے حوالے دیئے اور احادیث کی تخریج کی۔ مشکل الفاظ کی شرح اور مختلف علمی فنی فقہی اصطلاحات کی وضاحت کی۔

کتاب کے ماخذ

ابن الطلاع بنیادی طور پر ایک فقیہ تھے لیکن حدیث و سیرت اور تاریخ ولغت پر بھی آپ سند کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کے علمی پایہ کا اظہار آپ کی زیر بحث کتاب سے ہوتا ہے۔ تاہم موضوع کی مناسبت اور ابن الطلاع کے مبلغ علم وفضل سے واضح ہوتا ہے کہ درج ذیل کتب آپ کا ماخذ ہیں۔

الاستیعاب از ابن عبدالبر (368 تا 463ھ/ 978ء تا 1070ء)

جوامع السیرۃ از ابن حزم (384 تا 456ھ/ 994ء تا 1063ء)

الادب المفرد از امام بخاری (194 تا 256ھ/ 809ء تا 869ء)

الاحکام السلطانیہ از امام ابوالحسن علی الماوردی (م 350ھ/ 961ء)

السیرۃ النبویہ از ابن ہشام (م 218ھ/ 833ء)

مسند الاحمر از ابوبکر محمد بن معاویہ المعروف ابن الاحمر (م 365ھ/ 975ء)

ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم (م 392ھ/ 1001ء)

الدلائل علی امہات المسائل اور سفیان بن عیینہ (م 198ھ/ 813ء) کی کتاب الجامع جیسی قدیم اور مستند کتب ابن الطلاع کا ماخذ ہیں۔ درج ذیل کتب سے ابن الطلاع نے خوب استفادہ کیا:

1۔ تاویل مختلف الحدیث از ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ م 276ھ مکتب دار الجیل بیروت 1393ھ

2۔ موطا امام مالک از امام مالک، م 179

3- سنن دار قطنی، علی بن عمر بن مھدی م 385ھ

4- مصنف عبدالرزاق از عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی م 211ھ

5- المدونۃ الکبریٰ مالک بن انس م 179، بروایۃ سحنون بن سعید التنوخی م 240ھ

اسلامی ادبیات میں یہ فہرست مختلف موضوعات پر امھات الکتب کا درجہ رکھتی ہے اور یہ مصادر کتاب اقضیۃ الرسول کے بلند پایہ اور مستند ہونے کا ثبوت ہیں۔

مفید علمی حواشی کا اضافہ

کتاب اقضیۃ الرسول کے اصل متن کی توضیح اور تشریح کیلئے فاضل محقق ڈاکٹر ضیاء الرحمن نے مفید علمی حواشی کا اضافہ کیا ان حواشی کے اندر متن میں مذکور آیات و احادیث کی تخریج، شخصیات کا تعارف، واقعات کی وضاحت فقہی مسائل کی مختصر تشریح اور بعض کتب کے نام ان کے مصنفین کے مختصر تعارف جیسے بنیادی اور اہم موضوعات پر نہایت مختصر مگر جامع معلومات فراہم کی گئیں ہیں اس طرح کتاب کی علمی افادیت اور تحقیقی استناد میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ کتاب کا کوئی صفحہ بھی ان مفید حواشی سے خالی نہیں مثلاً حکم رسول الله ﷺ في حد القذف کے تحت واقعہ افک بیان کرتے ہوئے جہاں حضرت مسطح کا ذکر آتا ہے وہاں فاضل محقق ضیاء الرحمن مسطح کا تعارف حواشی میں یوں بیان کرتے ہیں۔

> مسطح: هو ابن اثاثة: بضم الهمزه مثلثين الاولى خفيفة بينهما الف، ابن عباده بن المطلب، والمسطح عود من اعواد الخنا، هو لقب، واسمه، عوف كان هو وامه من المهاجرين الاولين وكان ابوه مات وهو صغير، فكفله ابوبكر لقرابته من ام مسطح وكانت وفاته سنة ٣٤ھ وقيل ٣٧ھ بعد ان شهد صفين مع علیؓ (63)

"مسطح بن اثاثہ ھمزہ کی ضمہ بن عبادہ بن عبد المطلب مسطح کا معنی خیمہ کی لکڑی ہے ان کا اصل نام عوف تھا ان کی والدہ اولین مہاجرین میں سے تھیں چھوٹی عمر میں مسطح کے والد فوت ہوگئے ان کی والدہ حضرت ابوبکرؓ کی قریبی رشتہ دار تھیں اس لیے حضرت ابوبکر نے مسطح کی پرورش کی 34 یا 37 ہجری میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے"۔

پوری کتاب اس قسم کی مفید معیاری اور تحقیقی حواشی سے بھرپور ہے۔

دوسری جلد کے آخر میں ابن الطلاع نے ص765 سے 782 تک سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ نسب بعض ادعیہ مسنونہ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے بعض احوال اور آپ کی وفات وتدفین کا مختصر ذکر کیا اسی بیان پر ابن الطلاع کے کتاب مکمل کی اور اس کے بعد **الاستدراکات علی اقضیۃ النبی ﷺ لابی عبد اللہ محمد بن فرج المعروف بابن الطلاع المتوفی سنۃ 497ھ من الدکتور محمد ضیاء الرحمن الاعظمی** کے موضوع سے ص 783 تا833 پر فاضل محقق ڈاکٹر عبد الرحمٰن الاعظمی کا استدراک درج ہے اور کتاب کے آخر میں احادیث اسماء الرواۃ کا اشاریہ درج ہے اس کے بعد فہرست مصادر المراجع اور فہرست الموضوعات بھی موجود ہیں اس قابل قدر تحقیقی کام سے کتاب اقضیۃ الرسول سے مستفید ہونا نہایت آسان ہو گیا چند لمحات میں پوری کتاب سے مطلوبہ مواد حاصل کرنے میں بڑی سہولت پیدا کی گئی۔

کتاب اپنے موضوعات کی اہمیت کے پیش نظر اسلامی نظریاتی کونسل، لاء کالجز، مدارس عربیہ اور جامعات میں فقہی تعلیم اور قضاء سے متعلق شریعت کورٹ ہائی کورٹس کے شریعت بینچ اور اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی اداروں کے لیے مناسب ضروری اور مفید تر دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

خلاصہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو دین اسلام میں اساسی اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب میں ابن الطلاع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو تمام جزئیات کے ساتھ قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے جس کے نتیجہ میں ذخیرۂ احادیث کا عظیم الشان علمی اور تحقیقی کام مرتب ہوا جس کی مثال اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں کوئی باقاعدہ منظّم حکومت نہ تھی نہ ہی کوئی یکساں اور مؤثر نظام عدل نافذ تھا عدلیہ اور قانون دونوں مفقود تھے۔ عرب میں آباد یہود کا کردار عدل سمیت ہر اعتبار سے نہایت گمراہ کن تھا۔ توریت کے قانون میں عفو ودرگزر اور لچک کا کوئی تصور نہ تھا۔ قرآن حکیم نے یہود کے خلاف عدل کردار کو واضح کیا۔ عیسائی تصور عدل یہودی تصور عدل سے بالکل برعکس تھا۔ یہود کے ہاں اگر عفو ودرگزر نہ تھا تو عیسائی تعلیمات قصاص و دیت کے تصور سے خالی تھیں۔ گویا یہود کا تصور عدل افراط پر اور نصاریٰ کا تصور عدل تفریط پر مبنی تھا اور مشرکین کے ہاں زمانہ جاہلیت میں عدل کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا۔ ان حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ سیرت میں عدل و قضا کا اتنا وسیع وعمیق فکری وعملی نمونہ موجود تھا کہ اس کی اشاعت وحفاظت کے لئے

مسلمانوں میں اقضیۃ الرسول کے موضوع پر مستقل جامع اور الگ کتب لکھی گئیں جس کی سب سے روشن اور مدلل مثال ابن الطلاع کی زیر بحث کتاب الاقضیہ ہے۔

فہرست ماخذ ومصادر (عربی)

1- القرآن الکریم

2- ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی، 555 تا 630ھ/ 1160 تا 1232ء، **الکامل فی التاریخ**، ادارہ الطباعۃ المنیریہ مصر، 1348ھ

3- بخاری، محمد بن اسمٰعیل، 194 تا 256ھ/ 809 تا 869ء، **الجامع الصحیح**، دارالکتب مصر، 1376ھ

4- ابن بشکوال، ابوالقاسم خلف بن عبدالملک، 494 تا 578ھ/ 1101 تا 1183ء، **کتاب الصلہ فی تاریخ الائمہ الاندلس علماھم و محدثھم و فقھاء ھم، الدار المصر للتالیف والترجمہ**، 1966ء

5- بغدادی، اسمٰعیل بن محمد پاشا، م 1338ھ/ 1920ء، **ھدیۃ العارفین واسماء المولفین و آثار المصنفین**، استنبول، 1960ء

6- ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن سورہ، 205 تا 279ھ جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، 1988ء

7- ابن تیمیہ، تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم، م 728ھ/ 1327ء، السیاسۃ الشرعیۃ، طبع مصر 1372ھ

8- الجاحظ، عمرو بن بحر (متوفی 255ھ) البیان والتبیین، مکتبہ الاستقامہ قاہرہ 1956ء۔

9- ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن خلدون، 732 تا 808ھ/ 1332 تا 1406ء، **مقدمہ**، دارالکتب مصر، 1978ء

10- حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والغنون وکالۃ المعارف استنبول**، 1364ھ

11- ابن خیر، ابوبکر محمد بن خیر الاشبیلی، 502 تا 575ھ/ 1108 تا 1179ء، **فھرست ابن خیر**، المکتب التجاری بیروت، 1963ء

12- ابن سعد، محمد بن سعد، م 168ھ طبقات ابن سعد، طبع مصر، 1368ھ

13- ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، 202 تا 271ھ/ 817 تا 884ء، **سنن ابو دائود**، دارالعلم مصر، 1986ء

14- ذھبی، محمد بن احمد، م 748ھ/ 1347ء، **العبر فی خبر من غبر**، دارالکتب مصر، 1961ء

15- صاعد الاندلسی، طبقات الامم، دارالمصنفین اعظم گڑھ، 1928ء

16- الضبی، احمد بن عمیرہ، م 599ھ/ 1202ء، **بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اھل الاندلس**، میڈرڈ، 1874ء

17- ابن قتیبہ، کتاب المعارف، طبع مصر 1986ء۔

-18 ابن فرحون ابراہیم بن نورالدین المالکی، م 799ھ/ 1396ء، الدیاج المذهب فی معرفة اعیان علماء المذهب، دارالکتب العلمیہ بیروت، 1996ء
-19 ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ بن احمد م 620ھ/ 1223ء، المغنی، دارالکتب قاہرہ 1981، 10/32
-20 الکاسانی، ابوبکر بن مسعود احمد، م 587ھ/ 1191ء، بدائع الصنائع، طبعہ بیروت، 1974
-21 مسلم، امام، مسلم بن حجاج، 201 تا 261ھ/ 816 تا 874ء، الجامع الصحیح، دارالکتب مصر، 1986ء
-22 المقری، شہاب الدین احمد بن محمد م 1041ھ/ 1631ء، نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، دارالکتب عربی مصر، بلا تاریخ
-23 ابن الہمام، م 681ھ/ 1282ء، فتح القدیر، طبعہ مصر، 1970
-24 ابویوسف، م 179ھ، کتاب الخراج، المطبعة السلفیہ مصر 1352ھ

English Books:

1. *Briffault, The Making of Humanity, London, 1978*
2. *Carlyle, Leone, The Hero and Heroship, New York, 1902*
3. *Gibbon, Decline and Fall, London, 1955*
4. *Lord furng, Road to Justice, London, 1969*
5. *RVC Bodley, The Messenger, Orienteal Books Lahore, 1956*
6. *W.N. Weech, History of the World, New York, 1956*

اردو کتب:

-1 کتاب مقدس
-2 ذوالقدر بہادر جنگ، خلافت اندلس، طبعہ حیدرآباد دکن، 1933ء
-3 نجیب آبادی اکبر شاہ خان، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی کراچی، 1986ء
-4 ندوی، شاہ معین الدین، تاریخ اسلام، نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور، 1992ء
-5 ندوی، ابوالحسن علی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر، مجلس نشریات اسلام کراچی، 1992ء

حواشی وحوالہ جات

-1 صاعد الاندلسی، طبقات لامم، ص79

-2 ذوالقدر بہادر جنگ، خلافت اندلس، ص125

-3 *Lord furng, Road to Justice, P. 57*

-4 الجاحظ، البیان والتبیین 1/178۔

-5 ابن سعد، طبقات ابن سعد، 1/138

-6 عہد نامہ قدیم، استثنا، باب 20 آیت 23

-7 انجیل متی باب 5، انجیل لوقا باب 45

-8 متی، باب 5، آیت 38

-9 القران، الاحقاف، آیت 3

-10 القران، الحدید، آیت 25

-11 بخاری، کتاب الحدود، 2/255

-12 ابویوسف، کتاب الخراج، ص116

-13 ابن تیمیہ، السیاسۃ الشریعۃ، ص7

-14 الکاسانی، بدائع الصنائع، 7/ 2

-15 ابن الہمام حنفی، فتح القدیر، ص113

-16 ابن قدامہ، المغنی، 10/32

-17 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، 1/658، ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، 1/477

-18 Gibbon, Decline and Fall, Vol.2, P.255

-19 Briffault, The making of Humanity, P.183

-20 Carlyle, Leone, The Hero and Heroship, P.125

-21 W.N. Weech, History of the World, P.250

-22 ملاحظہ ہو معجم ما الف عن رسول اللہ ﷺ از صلاح الدین، المنجد

-23 القرآن، النساء:105

-24 القرآن، الشوری:15

-25 القرآن، المائدہ:48

-26 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، ص641

-27 ......ایضاً......، کتاب الایمان، ص82

-18 المقری، نفح الطیب، 4/418

مزید دیکھو ابن فرحون، الدیباج المذھب، ص370

-29 نجیب آبادی اکبر شاہ خان، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی کراچی، 1986ء، 3/203 تا 207

-30 ابن بشکوال، کتاب الصلہ، ص546

-31 ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن خلدون، 732 تا 808ھ/ 1332 تا 1406ء، مقدمہ، ص538

-32 ابن بشکوال، کتاب الصلہ، ص546

-33 ......ایضاً......، ص461 تا 467

-34 ......ایضاً......، ص546

-35 ......ایضاً......، ص372

-36 ......ایضاً......، ص380

-37 ......ایضاً......، ص134

-38 ......ایضاً......، ص574

-39 المقری، نفح الطیب، 2/8

-40 ......ایضاً......، ص79

-41 ......ایضاً......، 2/28

-42 ابن خلدون، کتاب العبر 3/262

-43 ابن بشکوال، کتاب الصلہ، ص546

-44 الضبی، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اھل الاندلس، میڈرڈ، 1874ء

-45 ذھبی، العبر فی خبر من غبر، 3/349

-46 ابن فرحون، الدیباج المذھب، ص370

-47 ابن خیر، فہرست ابن خیر، ص375

-48 مقدمہ، اقضیۃ الرسول 1/72

-49 ایضاً......،1/5

-50 ایضاً......،1/377

-51 ایضاً......،1/448

-52 ایضاً......،1/448

-53 ایضاً......،1/209

-54 ایضاً......،1/85

-55 ایضاً......،2/692

-56 ابن قتیبہ، کتاب المعارف ص121، ملاحظہ ہوں اقضیۃ الرسول 1/381

-57 ترمذی، کتاب النکاح 2/480

-58 ابن قدامہ، المغنی 6/520

-59 ابن قتیبہ، کتاب المعارف ص121

-60 حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ص137

-61 ابن بشکوال، کتاب الصلہ، ص546

-62 اسماعیل پاشا بغدادی، ہدیۃ العارفین، 2/78

-63 اقضیۃ الرسول 1/182